126208 ـ والد كے فوت ہونے كے بعد بڑے بھائى كى چھوٹے بہن بھائيوں پر مالى اور شادى كے متعلق ذمہ دارى

سوال

ميرے كچھ اہم سوالات ہيں برائے مہربانى اس كا علمى جواب ديں جس ميں اہل علم كے اقوال اور علمى مصادر واضح طور پر بيان ہوں، كيونكہ ميں نے يہ جواب ايك شيعہ شخص كو دينا ہے، مجھے علم ہے كہ ميں اپنے بعض سوالات كے جوابات آپ كى اس ويب سائٹ سے حاصل كر سكتا ہوں، ليكن ميں نے عمدا ايسا كيا ہے تا كہ مجھے سارے جوابات ايك ہى صفحہ پر اور اكٹھے مل جائيں اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے:
سوال نمبر 1 ـ اگر ميرے والد اور داد فوت ہو جائيں اور ميرى دس برس كى بہن ہو جو بالغ ہو چكى ہو اور وہ كنوارى اور عاقل ہو تو كيا بھائى ہونے كے ناطے ميں اس كا ولى بن سكتا ہوں اور اس كى شادى پر ميں اس كا نگران رہوں گا ؟
سوال نمبر 2 ـ كيا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم يا صحابہ كرام كے دور ميں ايسا كوئى واقعہ ہوا ہے كہ كسى بھائى نے اپنى بہن كى شادى كى ہو اور اس كے متعلق رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے دريافت كيا ہو، تا كہ ميرے سوال كا مضمون نص كے موافق ہو جائے ؟
تيسرا سوال 3 ـ اور چھوٹى بچى كى ولايت كے ليے جو عاقل و بالغ اور كنوارى اور مكلف ہو اور جس كى شادى پہلے ہو چكى ہو كى ولايت كى ترتيب كيا ہے ؟
چوتھا سوال 4 ـ اور كيا جس لڑكى كى پہلے شادى ہو چكى ہو چاہے وہ طلاق يافتہ ہو يا بيوہ تو كيا وہ ولى كى موافقت كے بغير خود اپنا نكاح كر سكتى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ولايت يا ولى بننا يہ ہے كہ:

كوئى بڑا اور عقل و رشد ركھنے والى شخص كسى دوسرے شخص اپنے سے كم تر كے امور كو سرانجام دے، اس ميں مالى امور بھى شامل ہيں، تو اس طرح اس كى دو قسميں ہونگى:

پہلى قسم:

نفس اور جان پر ولایت.

دوسری قسم:

مال پر ولایت.

نفس پر ولایت میں تربیت اور پرورش کے امور، اور علاج و معالجہ اور شادی بیاہ کے امور شامل ہیں، اور اس ولایت کے اسباب میں ایک سبب انوثیت ہے یعنی عورت ہونا.

الموسوعة الفقهية میں درج ہے:

فقہاء کے ہاں نفسی ولایت قاصر کے امور پر سلطہ اور نگرانی کہلاتی ہے، جو اس کی شخصیت اور اس کی جان کے متعلق امور ہوں مثلا اس کی شادی اور تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ اور کام وغیرہ اس کا تقاضا ہے کہ وہ اس کے قول کو نافذ کرے چاہتے ہوئے بھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی.

اس بنا پر فقہاء کا فیصلہ ہے کہ ولایت نفسی کے تین اسباب ہیں:

صغر سنی، اور جنون و پاگل پن ـ اس میں کند ذہن بھی شامل ہے ـ اور عورت ہونا " انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (45 / 168).

اور تعریف میں ان کا یہ قول: وہ چاہے یا نہ چاہے " شادی کرنے کی ولایت پر شامل ہونے کے ساتھ، جمہور فقہاء کے قول کا اعتبار کرتے ہوئے کہا جائیگا کہ ولی کے لیے اپنی ولایت میں رہنے والی لڑکی کو اپنی مرضی والے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنا جائز ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے.

دیکھیں: جواب سوال نمبر (47439).

علماء کرام نے لڑکی اور لڑکے کی ولایت میں فرق کیا ہے، جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ لڑکی کے خاندان والوں کی اس پر ولایت رہے گی، اور ان کے لیے لڑکی کا خیال رکھنا حتی کہ بالغ ہونے کے بعد بھی خیال کرنا واجب ہے، اور شادی کے بعد بھی.

الموسوعة الفقهية میں درج ہے:

" احناف کے جب عورت بڑی عمر کی ہو جائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف و خطرہ نہ ہو رہ سکتی ہے، اور ثیبہ عورت (مطلقہ یا

بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب امن نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں ، ابتدا میں یہی لکھا ہے.

اور مالکي کہتے ہیں:

عورت کے بارہ میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی، حتی کہ شادی تك نفسی ولایت ہو گی اور جب خاوند کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہو گی.

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ:

جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا.

اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ:

اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آ جائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کر دے، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (8 / 204 ـ 205).

اولاد کی مسئولیت و ذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں، اور علماء کرام کا تقریبا اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہو جائے، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاوند ذمہ دار موجود ہے، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ امن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو.

دوم:

مذاہب اربعہ کے فقہاء اس پر متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ والد اور داد کی وفات کے بعد بڑا بھائی بہنوں کا ولی ہو گا، لیکن ولی کی ترتیب میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ اگر لڑکی کا باپ یا دادا یا بیٹا یا والد کی جانب سے وصیت کردہ شخص نہ ہو تو اس کا بڑا بھائی ہی لڑکی کا ولی ہو گا.

لڑکی کی ولایت نفسی میں لڑکی کی شادی کرنا بھی شامل ہے اور راجح یہی ہے کہ لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کے ولی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے.

دوسرا امر مالی ولایت کا معنی یہ ہے کہ:

قاصر شخص کے مالی امور کی نگرانی کرنا یعنی اس کے مال کی حفاظت اور معاہدے وغیرہ کرنے، اور تمام مالی معاملات طے کرنا شامل ہیں، اور یہ چھوٹے بچے اور بچی اور جو مال میں تصرف کا اہل نہیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلا مجنون اور کند ذہن.

اور اگر بہن - یا بھائی - مکلف ہونے کی عمر کا ہو جائے اور لڑکی مال میں حسن تصرف رکھتی ہو تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور یتیموں کو پرکھو حتی کہ وہ جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر دیکھو تو انہیں ان کے مال سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ مت کرو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین و محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھا لے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنا لو، در اصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے النساء (6).

بھائی کے لیے بہن کے مال میں سے اس کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے.

ان اموال اور نفس پر ولی اور نگران بننے والے شخص میں عقل و بلوغت کی شرط ہونا ضروری ہے، اس لیے کسی بچے اور مجنون کے لیے ولایت نہیں ہو گی یعنی وہ ولی نہیں بن سکتا.

یہاں تنبیہ کے لیے ایك گزارش ہے کہ:

نفسی ولایت باپ سے دادا کی طرف اور پھر بھائی کی طرف منتقل ہوتی ہے، لیکن مالی ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں:

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہو گا.

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنےگا.

اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنےگا.

چوتھا قول:

مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہو گی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایك روایت اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اختیار یہی ہے، اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس کو راجح قرار دیا ہے.

دیکھیں: الانصاف (5 / 324).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" چنانچہ مؤلف یعنی شیخ موسی الحجاوی کہتے ہیں: دادا ولی نہیں، اور بڑا بھائی ولی نہیں، اور چچا ولی نہیں، اور ماں ولی نہیں، لہذا اگر والد کی جانب سے کوئی وصیت کردہ شخص نہ ہو تو یہ ولایت سیدھی حاکم کی طرف منتقل ہو جائیگی، بلاشك یہ محل نظر ہے؛ کیونکہ بچوں کا لوگوں میں سب سے قریبی دادا یا بڑا بھائی یا ان کا چچا ہے.

اور اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ:

ولایت اس کو ملے گی جو لوگوں میں اس کا سب سے قریبی ہے، چاہے وہ ماں ہی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عقلمند و ہوشیار ہو کیونکہ اس چھوٹے بچے کی دیکھ بھال مقصود ہے، اور مجنون و پاگل اور کندذہن کی دیکھ بھال کرنی ہے، لہذا جب اس کے قریبی رشتہ داروں میں کوئی اس کی دیکھ بھال کرنے والا ہو تو وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے، اور ۔ ان شاء اللہ حق بھی یہی ہے.

اس بنا دادا یا باپ اپنے بیٹے کی اولاد کا ولی ہو گا، اور سگا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کا ولی ہو گا، اور اگر عصبہ موجود نہیں تو ماں اپنے بیٹے کی ولی ہو گی، جی ہاں اگر فرض کیا جائے کہ اس کے رشتہ داروں میں شفقت اور محبت اور نرمی و مہربانی نہیں تو اس وقت ہم حکمران کے پاس جائینگے تا کہ جو حقدار ہے اسے ولی بنایا جائے.

دیکھیں: الشرح الممتع علی زاد المستقنع (9 / 305 ۔ 306) مختصرا.

سوم:

رہا مسئلہ کہ کسی صحابی نے اپنی بہن کا نکاح کیا تھا تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ:

ثابت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کی شادی کی اور اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی اور اس سے عدت میں رجوع نہ کیا اور پھر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ اس کے بھائی کے پاس آ کر اس سے شادی کرنے کی درخواست کی تو معقل رضی اللہ تعالی عنہ نے انکار کر دیا چنانچہ اللہ تعالی نے اس میں درج ذیل آیت نازل فرمائی:

اور جب تم تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرة (232).

حسن بیان کرتے ہیں مجھے معقل بن یسار نے بتایا کہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کی شادی ایك شخص سے کر دی تو اس نے اسے طلاق دے دی اور جب اس کی عدت گزر گئی تو وہ شخص میرے پاس آیا اور دوبارہ نکاح کرنے کا کہا تو میں نے اسے کہا:

میں نے تیرے ساتھ اس کی شادی کی تھی، اور اسے تیرے ماتحت کیا تھا، اور تیری عزت کی لیکن تو نے اس کو طلاق دے دی اور اب پھر اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو ؟! اللہ کی قسم وہ اب تیری بیوی کبھی نہیں بن سکتی، اور اس شخص میں کوئی حرج نہیں تھا، اور عورت بھی اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہتی تھی تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

اور جب تم تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرة (232).

تو میں نے کہا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اس کی شادی کرتا ہو، وہ بیان کرتے ہیں تو انہوں نے اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کر دی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4837).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ولی معتبر ہونے میں یہ سب سے صریح دلیل ہے، وگرنہ اسے روکنے کا کوئی معنی نہیں بنتا، اور اگر اس کو اپنی شادی خود کرنے کا حق حاصل ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کا معاملہ اس کی جانب ہو اس کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی دوسرے نے اسے اس کام سے منع کر دیا ہے، اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی اس کی مخالفت ثابت نہیں.

دیکھیں: فتح الباری (9 / 187).

چہارم:

عورت كے ليے اپنی شادى خود كرنا جائز نہيں، بلكہ اس كی شادى كے ليے ولى كا ہونا ضرورى ہے، وگرنہ اس كا عقد نكاح باطل ہو گا، جمہور علماء كا مسلك يہى ہے، بلكہ اس مسئلہ ميں صحابہ كرام كے مابين كوئى اختلاف نہيں، ولى كى شرط كے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كى كلام اوپر بيان ہو چكى ہے.

مزيد آپ سوال نمبر (20213) اور (7193) اور (7989) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

اور سوال نمبر (2127) كے جواب ميں شادى ميں ولى كى اہميت كے متعلق اہم معلومات بيان ہوئى ہيں آپ اس كا مطالعہ ضرور كريں.

واللہ اعلم .